Iḥyāʾ alʿulūm, Vol.:21, Issue: 02,July-Dec 2021
PP:135 -151

OPEN ACCESS
Iḥyāʾ alʿulūm
ISSN (Online): 2663-6263
ISSN (Print): 2663-6255
www.joqs-uok..com

درآمدات وبرآمدات میں ایل سی(L.C) سے متعلق شرعی احکام کا جائزہ

Sharia Rulings about Letter of Credit in Imports and Exports

Dr.Muhammad Nauman Khalid
Lecturer KIMS (Karachi Institute Mangmaent and Sciences)

Dr.Shafqat ullah khan
Arabic teacher G.M.S Gamber Bannu.

DOI:(https://doi.org/10.46568/ihya.v21i2.114)

Abstract

As you know Islam is permanent law of life it widely contains and provides rules, regulations and guidance for all departments of life. So Islam also provides pure guidance in a complete way to one of the most complicated and enhanced aspect of life that is Finance. On behalf of specific rules and regulations opens the door of easiness, equality and facilitations for business and financial deals with ability of safety of financial transactions over the world. One of important principle in business is Kafala. In financial matters, kafala means that if one party needs to own a debt and the other party need a trust for giving debt. Therefore, the first party provides guarantee means responsibility of paying back on due time and in case of any issues of return the guarantor will be responsible. For example in some situations merchants deals the deal in two different countries presenting the bank as a guarantor instead of individuals. The bank follows formal process named LC to become legal guarantor between parties. Following article contains different discussions like introduction of LC, its methods, types and Shariah issues related.

Key Words: *Finance, easiness, equality, facilitations, Kafala, financial matters.*

CC BY

ایل سی کا تعارف:

اسلام ایک دائمی دستورِ حیات ہے، اس میں قیامت تک کے انسانوں کے لیے بہترین رہنمائی موجود ہے، لہٰذا اسلام نے حالاتِ زمانہ کے فساد کی وجہ سے معاملاتِ مالیہ میں کفالت یعنی گارنٹی کو مشروع قرار دیا، یعنی اگر کسی شخص کو کوئی تاجر ادھار مال دینے کے لیے تیار نہیں ہوتا تو اس کے پاس دو راستے موجود ہیں: ایک یہ کہ وہ اپنی کوئی چیز اس تاجر کے پاس رہن رکھ دے، جب وہ خریدی گئی چیز کی قیمت ادا کر دے تو اپنی رہن رکھی گئی چیز فروخت کنندہ سے واپس لے لے۔ دوسری صورت یہ کہ کسی معتبر اور بااعتماد شخص کی ضمانت کا انتظام کرے، جو تاجر کو اس بات کی ضمانت دے کہ اگر اس کو وقت پر رقم کی ادائیگی نہ کی گئی تو وہ خود ادا کرے گا۔

لیکن جو لوگ درآمدات وبرآمدات کی تجارت کرتے ہیں اور وہ وقتاً فوقتاً مال بیرون ممالک سے مال منگواتے ہیں اور پھر خام مال تیار کر کے باہر بھیجتے ہیں۔ باہر سے مال منگوانے اور بیرون ممالک مال بھیجنے کے لیے درمیان میں بینک کو واسطہ بنانا ضروری ہے، کیونکہ عام طور پر خریدار اور فروخت کنندہ ایک دوسرے سے واقف نہیں ہوتے، لہٰذا فریقین کے درمیان اعتماد کی فضا قائم کرنے کے لیے بینک کی خدمات حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے، باہر سے مال منگوانے کے سلسلہ میں ایل سی کھولنا ضروری ہوتا ہے، جس کا مقصد ایکسپورٹر کو یقین دہانی کروانا ہوتا ہے کہ خریدار وقتِ مقررہ پر فروخت کنندہ کو واجب الأداء رقم ضرور ادا کرے گا اور اس کے نہ ادا کرنے کی صورت میں بینک اس رقم کی ادائیگی کا وعدہ کرتا ہے، اس طریقہ کار کو عربی میں "الاعتماد المستندی" اور انگلش میں (Letter of Credit) کہا جاتا ہے، اس کا مخفف ایل سی (L.C) ہے اور تاجروں اور بینکوں کے عرف میں اس کو تخفیفاً ایل سی کے نام سے ہی تعبیر کیا جاتا ہے۔

علامہ وہبۃ الزحیلی رحمہ اللہ ایل سی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الاعتماد المستندي يستعمل في تمويل التجارة الخارجية، وهو تعهد كتابي صادر من مصرف بناء على طلب مستورد لصالح مورد، يتعهد فيه المصرف بدفع المبالغ التي يستحقها المورد ثمنا لسلع يصدرها للمستورد طالب فتح الاعتماد، متى قدم المورد المستندات المتعلقة بالسلع، والشحن، على أن تكون هذه المستندات مطابقة لشروط الاعتماد"[1]

ایل سی کو بیرون ممالک سے تجارت کرنے کے سلسلہ میں استعمال کیا جاتا ہے اور ایل سی بینک سے کیے گئے ایک تحریری معاہدے کا نام ہے، جو ایکسپورٹر کی مصلحت کے لیے امپورٹر کے طلب کرنے پر جاری کیا جاتا ہے، اس میں بینک وعدہ کرتا ہے کہ جب سامان سے متعلقہ کاغذات بینک کے پاس پہنچ جائیں اور یہ کاغذات ایل سی میں لگائی گئی شرائط کے مطابق ہوں تو خریدے گئے سامان کی مقررہ قیمت ایکسپورٹر کو ادا کرے گا۔

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ایل سی کھولنے کا اصل مقصد ایکسپورٹر کو اعتماد دلانا ہوتا ہے کہ بینک امپورٹر یعنی خریدار کی طرف سے، فروخت کنندہ کو وقتِ مقررہ پر ادائیگی کرنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہے اور وہ خریدار کو سامان فروخت کرنے پر رضامند ہو جاتا ہے۔

ایل سی کا طریقہ کار:

ایل سی جاری کرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ سب سے پہلے امپورٹر اپنے ایکسپورٹر سے رابطہ کرتا ہے اور اس سے

خریدے جانے والے سامان کی جنس، مقدار اور قیمت وغیرہ کا تعین کرلیتا ہے، اس کے بعد وہ اپنے ملک میں موجود کسی ایسے مشہور اور قابلِ اعتماد بینک سے ایل سی کھلوانے کے سلسلہ میں رابطہ کرتا ہے، جس کے بارے میں ایکسپورٹر خود یا اس کے ملک کا بینک معلومات رکھتا ہو اور اس کو قابلِ اعتماد سمجھتا ہو، مثلاً: پاکستان کا ایک آدمی سعودی عرب سے کوئی مال منگوانا چاہتا ہے، وہ اپنے فروخت کنندہ سے معاملہ طے کرنے کے بعد حبیب بینک آف پاکستان سے رابطہ کرتا ہے، اور حبیب بینک، پاکستان کا مشہور بینک ہے، دوسری طرف سے فروخت کنندہ سعودیہ کے کسی ایسے بینک سے رابطہ کرتا ہے جو حبیب بینک کی معلومات رکھتا ہو، حبیب بینک خریدار سے مال کے اوصاف ، مقدار ، ادائیگی کی تاریخ اور قیمت وغیرہ سب کچھ تفصیل کے ساتھ لکھ کر کاغذات (Documents) سعودیہ کے بینک کو بھیج دیتا ہے، ان کاغذات میں خریدار کا مکمل ایڈریس اور اکاؤنٹ نمبر بھی درج ہوتا ہے ، سعودیہ کا بینک ان کاغذات کا جائزہ لیتا ہے اور فروخت کنندہ کو اس کی اطلاع کرتا ہے کہ موصول شدہ ڈاکومنٹس میں یہ تفصیل مذکور ہے، پھر جب سامان روانہ کیا جاتا ہے تو وہ کسی کمپنی سے چیک کروایا جاتا ہے کہ کیا واقعتاً مطلوبہ سامان ہی بھیجا جارہا ہے یا کوئی اور سامان ہے؟ پھر جب سامان پاکستان پہنچتا ہے تو حبیب آف پاکستان اس بات کا جائزہ لیتا ہے، کہ کیا سامان ایل سی میں درج شدہ شرائط کے مطابق آیا ہے یا نہیں؟ اگر سامان ایل سی میں درج شدہ شرائط کے مطابق ہو تو حبیب بینک سامان کی مطلوبہ قیمت سعودیہ کے بینک کو بھیجتا ہے اور وہاں سے فروخت کنندہ رقم وصول کرلیتا ہے۔

ایل سی کے مراحل:

ایل سی کا معاملہ درج ذیل مراحل سے گزرنے کے بعد مکمل ہوتا ہے:

ایل سی کھلوانے والے کی طرف سے سامان کی بیان کردہ شرائط (جن کے تحقق کی بناء پر قیمت کی ادائیگی بینک کے ذمہ لازم ہوگی) کو ایل سی کے کاغذات میں درج کرنا۔

ایل سی کے کاغذات کا فروخت کنندہ یا اس کے بینک کی طرف بھیجنا۔

فروخت کنندہ کی طرف سے خریدار کو بھیجے گئے کاغذات وصول کرنا، جن میں بولیصۃ الشحن (بل آف لیڈنگ)، سامان کی قیمت کی رسید (Invoice) اور انشورنس کے کاغذات شامل ہوتے ہیں۔

بینک کا ان کاغذات کو چیک کرنا کہ کیا یہ ایل سی میں درج کی گئی شرائط کے مطابق ہیں یا نہیں۔

اگر ان کاغذات میں کوئی شق ایل سی میں درج شدہ شرائط کے مطابق نہ ہو تو بینک کا خریدار کو اس کی اطلاع کرنا اور اس سے پوچھنا کہ کیا وہ اس شق کے ساتھ ان کاغذات کو قبول کرنے کے لیے تیار ہے یا نہیں؟ اگرچہ خریدار کو اطلاع دینا بینک پر لازم نہیں، بلکہ اس کو اختیار ہے کہ ایل سی کی شرائط کے مطابق کاغذات نہ ہونے کی صورت میں واپس بھیج دے یا خریدار کو اطلاع کردے۔ باقی آج کل بینکوں کا عمل اس پر ہے کہ اگر معمولی مخالفت ہو تو کاغذات خریدار کو بھیج دیے جاتے ہیں اور زیادہ مخالفت ہونے کی صورت میں واپس فروخت کنندہ کو بھیج دیے جاتے ہیں۔

اگر خریدار طے شدہ شرائط کی مخالفت کی بناء پر کاغذات کو قبول نہ کرے تو بینک کو حق حاصل ہے کہ وہ ان کاغذات کو واپس بھیج دے یا اس وقت تک سامان کی قیمت نہ ادا کرے جب تک فروخت کنندہ اس کی تلافی نہ کردے۔

اگر ایل سی میں درج شدہ شرائط کے مطابق کاغذات ہوں تو اس صورت میں مطلوبہ قیمت فروخت کنندہ کو بھیج دی

جائے۔

کیا ایل سی عقدِ کفالہ کا نام ہے؟

پیچھے ذکر کردہ تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ ایل سی سے مقصود ایل سی میں درج شدہ شرائط کے مطابق سامان پہنچنے کی صورت میں فروخت کنندہ کو مطلوبہ رقم کا ادا کرنا ہوتا ہے، گویا کہ اس میں ایل سی کھلوانے والے کی طرف سے بینک کفالت کررہاہے کہ اگر خریدار نے پیسے ادا نہ کیے تو بینک اتنی رقم ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔اگرچہ ایل سی اور شرعی کفالہ میں تھوڑاسا فرق ہے وہ یہ کہ کفالہ کا مدار دَین (قرض) پر ہوتاہے، جومکفول عنہ (جس کی طرف سے کفالت لی گئی) کے ذمہ لازم ہوتا ہے، جبکہ ایل سی میں رقم کی ادائیگی کا تعلق دَین سے نہیں ہوتا، بلکہ یہ ایک مستقل عقد ہے، جس کا اصل مدار تو دَین پر ہی ہوتا ہے، کیونکہ ایل سی سے اصل مقصود رقم کی ادائیگی ہی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کا تعلق فروخت کنندہ کی طرف سے بھیجے گئے سامان کے کاغذات وغیرہ چیک کرنے سے بھی ہوتا ہے،اگر کاغذات خریدار کی شرائط کے مطابق ہوں تو بینک پر ادائیگی کرنا لازم ہوجاتاہے،اگرچہ خریدار یہ کہے کہ میرے اور فروخت کنندہ کے درمیان نیا معاملہ طے ہوگیاہے، جس کی وجہ سے قیمت کی ادائیگی میرے اوپر لازم نہیں رہی۔ بینک اس بات کو نہیں سنے گا، بلکہ ایل سی کی بنیاد پر فروخت کنندہ کو قیمت ادا کردے گا، الا یہ کہ فروخت کنندہ کی طرف سے عدمِ ادائیگی کا نوٹس آجائے تو پھر اور بات ہے۔

بہر حال اس بناء پر ایل سی عقدِ کفالہ سے نہیں نکلتی، بلکہ کفالہ کا پہلو پھر بھی ایل سی میں پایا جاتا ہے، کیونکہ بنیادی طور پر ایل سی کا مقصد فروخت کنندہ کو مطمئن کرنا ہوتا ہے کہ آپ مال بھیج دیں، آپ کو یقینی طور پر سامان کی قیمت ادا کردی جائے گی اور یہی کفالہ کی حقیقت ہے۔ باقی اس کے خرید وفروخت کے عقد سے ہٹ کر مستقل عقد ہونے کا صرف یہ فائدہ ہوتا ہے کہ بینک کے عملہ کو تحقیق وتفتیش نہ کرنی پڑے۔

ایل سی میں شرعاً کونسا عقد پایا جاتاہے؟

ایل سی جو آج کل اصطلاحی لفظ بن چکا ہے، یہ دو عقدوں کا مجموعہ ہے، ایک عقدِ کفالہ یعنی خطاب الضمان (Letter of Guarantee) جو رقم کی ادائیگی کی ضمانت سے متعلق ہوتا ہے، جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔دوسرا وکالہ، وکالہ کا مطلب یہ ہے کہ ایل سی کھولنے کے عمل میں بینک کو بہت سے [۲] ایسے کام کرنے پڑتے ہیں جو عقدِ کفالہ سے ہٹ کر ہوتے ہیں، جیسے کاغذات تیار کرنا، اس میں ان شروط کو بیان کرنا، جو خریدار کو مطلوب ہوں، ان کاغذات کو فروخت کنندہ کے بینک کی طرف بھیجنا، فروخت کنندہ کے بینک کی طرف سے آئے ہوئے کاغذات وصول کرنا، ان کو چیک کرنا کہ کیا واقعتاً یہ ایل سی میں درج شدہ شرائط کے مطابق ہیں؟ خریدار کو ان کاغذات کے وصول ہونے کی اطلاع کرنا اور اگر یہ کاغذات ایل سی کی شرائط کے مطابق نہ ہوں تو فروخت کنندہ کو اس کی اطلاع کرنا وغیرہ۔ یہ تمام کام کرنے میں بینک خریدار کا وکیل ہوتا ہے، اس بنیاد پر ایل سی میں وکالہ کا عقد بھی ہوتا ہے۔

ایل سی کی اقسام:

ایل سی کی بنیادی طور پر تین قسمیں ہیں:

۱۔پہلی قسم فُل مارجن ایل سی (Full Margin L.C) کی ہے، آج کل فُل مارجن کی بجائے فنڈیڈ ایل سی (Funded L.C)

کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ خریدار بالکل قیمت ادا نہیں کرتا، بلکہ مکمل قیمت بینک ادا کرتا ہے، اس میں بینک کسٹمر کی طرف سے کفیل اور وکیل دونوں حیثیتوں سے ذمہ داری قبول کرتا ہے، رقم ادا کرنے کے سلسلہ میں بینک کفیل ہوتا ہے، جبکہ دیگر ذمہ داریاں مثلاً ڈاکومنٹس تیار کرنے، فروخت کنندہ کی طرف سے آئے ہوئے کاغذات چیک کرنے اور دیگر خدمات میں بینک وکیل ہوتا ہے، آج کل سودی بینکوں میں ایل سی کی بنیاد پر ادا کی گئی رقم قرض شمار ہوتی ہے، جس پر بینک نفع حاصل کرتا ہے، جو کہ جائز نہیں۔

۲۔ دوسری قسم ہاف مارجن ایل سی (Half Margin L.C) ہے، اس کو بھی نئی اصطلاح کے مطابق (Funded L.C) کہا جاتا ہے، کیونکہ اس میں بھی بینک اپنی طرف سے کچھ رقم لگاتا ہے، اس قسم کی ایل سی میں یہ ہوتا ہے کہ خریدار سامان کی کل قیمت کا نصف یا کم وبیش خود ادا کرتا ہے اور بقیہ رقم بینک اپنی طرف سے ادا کرتا ہے، اس میں بھی بینک خریدار کا کفیل بھی ہوتا ہے اور وکیل بھی۔ نصف قیمت ادا کرنے کے سلسلہ میں کفیل اور بقیہ خدمات سرانجام دینے کے لیے وکیل ہوتا ہے۔

۳۔ تیسری قسم زیرو مارجن ایل سی کی ہے، اس میں خریدار جو ایل سی کھلوا رہا ہے، وہ بینک کو خریدے گئے سامان کی مکمل قیمت ادا کرتا ہے، اس کو عربی میں "الضمان المغطی" اور انگلش میں (Zero Margin L.C) یا (Non Funded L.C) کہتے ہیں۔ اس میں چونکہ خریدار بینک کو مکمل قیمت ادا کر چکا ہوتا ہے، اس لیے اس میں کفالہ کا عقد نہیں پایا جاتا، کیونکہ عقدِ کفالہ کا مدار دَین پر ہوتا ہے اور وہ یہاں نہیں ہے۔ لہٰذا اس قسم کی ایل سی میں صرف ایک ہی عقد ہوتا ہے اور وہ ہے عقدِ وکالہ۔ کیونکہ ایل سی کھولنے کے نتیجہ میں بینک کو بہت سے کام کرنے پڑتے ہیں، ان کاموں کے سرانجام دینے کے سلسلہ میں خریدار اور بینک کے درمیان وکالہ کا عقد پایا جاتا ہے، اسی عقد کی بناء پر بینک خریدار سے اپنی اجرت بھی وصول کرتا ہے۔

ایل سی میں لی جانے والی اجرت کا شرعی حکم:

پیچھے ذکر کردہ ایل سی کی تینوں صورتوں میں بینک کسٹمر سے ایل سی کی اجرت وصول کرتا ہے، جس کا حکم درج ذیل ہے:

پہلی دو صورتوں کا حکم:

پہلی دو صورتوں میں چونکہ بینک اپنی طرف سے بھی کچھ رقم کسٹمر کی طرف سے ادا کرتا ہے، جس کی وجہ سے بیک وقت دو عقد وجود میں آرہے ہوتے ہیں: ایک عقدِ کفالہ اور دوسرا عقدِ وکالہ۔ اس لیے ان دونوں صورتوں پر شرعی نقطۂ نظر سے دو اشکال پائے جاتے ہیں: ایک یہ کہ اس میں صفقۃ فی صفقۃ (ایک عقد کو دوسرے عقد کے ساتھ مربوط کرنا) پایا جاتا ہے، جو کہ شرعاً منع ہے۔ اس کا جواب یہ کہ اگر ایک صفقہ اصلاً اور دوسرا تبعاً پائے جانے کی تاویل کر لی جائے تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ ایزی پیسہ اور اومنی پیسہ میں تفصیل گزر چکی ہے۔

جہاں تک دوسرے اشکال کا تعلق ہے تو وہ وزنی اشکال ہے وہ یہ کہ آج کل کنوینشنل بینکوں میں ایل سی کی فیس وصول کی جاتی ہے، جبکہ عقدِ کفالہ کی فیس لینا شرعاً جائز نہیں، کیونکہ اس میں سود کا شبہ ہے، لہٰذا ایل سی کی بنیاد پر ادا کی جانے والی رقم پر کوئی فیس لینا جائز نہیں۔

البتہ ان صورتوں میں بینک اپنے حقیقی اخراجات اور عملہ کی خدمات پر اجرت وصول کر سکتا ہے، لیکن یہ یاد رہے کہ خدمات کے

ضمن میں ادا کی گئی رقم پر کسی قسم کی فیس وصول کرنا ہر گز جائز نہیں، چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

العمولات والمصروفات في الاعتماد المستندي:

يجوز للمؤسسة أن تأخذ قيمة التكاليف الفعلية على الاعتمادات المستندية، ويجوز لها أن تأخذ أجرة على القيام بالخدمات المطلوبة سواء أكانت مبلغا مقطوعا أم نسبة من مبلغ الاعتماد، و يشمل ذالك الاعتمادات المستندية الصادرة والواردة، و يشمل تعديل الاعتمادات ماعدا التعديل بزيادة مدة الا عتماد، فلا يجوز لها أن تأخذ عليه الا المصروفات الفعلية فقط، وتكون حينئذ مبلغا مقطوعا لا نسبة مئوية۔[3]

بینک کے لیے ایل سی کھولنے پر حقیقی اخراجات وصول کرنا جائز ہے اور بینک کے لیے مطلوبہ خدمات کے عوض اجرت لینا جائز ہے، خواہ متعین رقم کی صورت میں اجرت لی جائے یا ایل سی کی رقم کی نسبت کے لحاظ سے مقرر کی جائے، اور یہ امپورٹ ایل سی اور ایکسپورٹ ایل سی دونوں قسموں کو شامل ہے اور یہ تعدیل الاعتمادات (ایل سی کو تبدیل کرنا) کو بھی شامل ہے۔ لیکن ادارے کے لیے حقیقی اخراجات کے علاوہ اجرت لینا جائز نہیں اور اس وقت متعین رقم کی صورت میں اجرت لی جائے گی، نہ کہ فیصد کے حساب سے۔

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ایل سی کھولنے کی بنیاد پر ہونے والے حقیقی اخراجات وصول کرنے کی اجازت ہے، لیکن حقیقی اخراجات کے ضمن میں اجرت کے نام پر زائد اور اضافی رقم لینا بالکل جائز نہیں۔

ایل سی کی تیسری صورت کا حکم:

جہاں تک تیسری صورت یعنی زیرو مارجن ایل سی کا تعلق ہے تو اس میں چونکہ ایک ہی عقد منعقد ہوتا ہے اور وہ وکالہ کا عقد ہے اور عقدِ وکالہ شرعاً جائز ہے، لہٰذا ایل سی کی یہ قسم بھی جائز ہے اور اس پر اجرت وصول کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ یہ دراصل خدمات کا عوض ہے جو بینک ایل سی کھلوانے والے شخص سے وصول کرتا ہے، چنانچہ معاملاتِ مالیہ کے ماہر عالم دین حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں:

''حكم الضمان المغطى: أما إذا قدّم العميل (المكفول عنه) غطاء، (قدّم إلى البنك مبلغ الدين الذي كفل به البنك) ويسمى الضمان حينئذ ''الضمان المغطّى''--------- عقد وكالة يجوز للبنك أخذ الأجرة عليها''[4]

ضمانِ مغطّی کا حکم: جب کسٹمر یعنی مکفول عنہ بینک کو مکمل رقم پہلے ادا کرے دے تو اس کو (عربی میں) ضمانِ مغطی کہا جاتا ہے اور اس میں عقدِ وکالت ہوتا ہے، جس پر بینک کے لیے اجرت لینا جائز ہے۔

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ ایل سی کی مذکورہ قسم میں وکالہ کا عقد پایا جاتا ہے اور اس میں لی جانے والی اجرت وصول کرنے کی بھی اجازت ہے۔

ادائیگی کے طور پر دی گئی رقم کی شرعی حیثیت:

پہلی صورت یہ ہے کہ بینک کو کسٹمر نے جو رقم ادا کی ہے بینک نے اس حیثیت سے وصول کی ہے کہ ایل سی کھولنے کی بناء پر اتنی رقم کسٹمر کے ذمہ واجب ہو چکی تھی، لہٰذا اس رقم کی وصولی کے طور پر بینک جو رقم لیتا ہے اس کو عربی میں **''اخذ الغطاء علی وجہ الاقتضاء''** کہتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ حنفیہؒ کے نزدیک کفالہ میں کفیل کو دی جانے والی رقم کا کفیل (بینک)

مالک بن جاتا ہے، لہٰذا اگر وہ کفیل کے پاس کسی وجہ سے ضائع ہو جائے، خواہ اس کی کوتاہی و تعدی ہو یا نہ ہو، بہر صورت کفیل اس کا ذمہ دار ہوگا، اس کو مکفول عنہ سے دوبارہ مطالبے کا حق نہیں ہوگا۔ نیز کفیل کو رقم ادا کرنے کے بعد اب مکفول عنہ کو اس سے واپس مطالبے کا حق حاصل نہیں ہوگا، کیونکہ اس رقم کے ساتھ کفیل کا حق متعلق ہو چکا ہے، وہ اس طرح کہ اگر مکفول عنہ نے وقتِ مقررہ پر دَین ادا نہ کیا تو کفیل کے ذمہ چونکہ اس کی ادائیگی لازم تھی، پھر کفیل نے اس رقم کا مکفول عنہ سے مطالبہ کرنا تھا، گویا کہ حکماً کفیل کے لیے مکفول عنہ کے ذمہ دین لازم ہو چکا تھا، اس لیے مکفول عنہ ادا کرنے کے بعد اب رجوع نہیں کر سکتا، ہاں اگر مکفول عنہ، کفیل کے ادا کرنے سے پہلے خود مکفول لہ کو وہ ہزار روپیہ دیدے تو اس صورت میں وہ کفیل کی طرف سے دیا گیا ہزار روپیہ واپس لے سکتا ہے۔

چنانچہ مشہور حنفی فقیہہ صاحبِ ہدایہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ومن كفل عن رجل بألف عليه بأمره فقضاه الألف قبل أن يعطيه صاحب المال فليس له أن يرجع فيها لأنه تعلق به حق القابض على احتمال قضائه الدين فلا تجوز المطالبة ما بقي هذا الاحتمال كمن عجل زكاته ودفعها إلى الساعي ولأنه ملكه بالقبض''[5]

اور وہ شخص جو کسی کی طرف سے ہزار روپے کا اس کے حکم سے کفیل بنا، ابھی کفیل نے مکفول لہ (صاحبِ حق) کو ہزار روپیہ ادا نہیں کیا تھا کہ مکفول عنہ نے کفیل کو وہ ہزار روپیہ دے دیا تو اب مکفول عنہ کے لیے اس ہزار روپے کے واپس لینے کا حق نہیں، کیونکہ اس کے ساتھ دین کی ادائیگی کے احتمال کی بناء پر قابض یعنی کفیل کا حق متعلق ہو چکا ہے، لہٰذا جب تک یہ احتمال باقی ہے اس وقت تک واپس لینا جائز نہیں، جیسا کہ اگر کوئی شخص ساعی (زکاۃ وصول کرنے والے) کو زکوۃ کی ادائیگی کا وقت آنے سے پہلے زکوۃ ادا کر دے تو واپس نہیں لے سکتا، کیونکہ وہ قبضہ کرنے کی وجہ سے اس کا مالک بن چکا۔

مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ خریدار کی طرف سے دی گئی رقم کا بینک مالک بن جاتا ہے، اس بناء پر دو حکم ثابت ہوئے: ایک یہ کہ اب خریدار اس رقم کو واپس نہیں لے سکتا، دوسرا یہ کہ اگر بینک اس رقم کو استعمال میں لا کر کسی قسم کا نفع حاصل کرے تو وہ بینک کے لیے حلال ہے، نیز اس (سامان کی قیمت کے طور پر لی گئی) رقم کی وجہ سے عقدِ وکالہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور بعد میں بینک ایل سی کھولنے کی جو فیس وصول کرتا ہے اس کو قرض پر نفع نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ یہ فیس دراصل بینک کے عملہ کی خدمات کا عوض ہے، چنانچہ شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں:

"لودفع العميل الغطاء إلى البنك على وجه الاقتضاء، وهو الظاهر من التعاملات المصرفية فلا ينقلب العقد بسبب الغطاء إلى الوكالة، بل هو قضاء لما سيجب على العميل بعد ما يدفع البنك الدّين إلى الدائن ---------- و يطيب للبنك ما يربح باستثمار هذا المبلغ، ولكن العمولة التي يتقاضاها البنك في هذه الحالة ليس فيها شبهة الربوا"[6]

ترجمہ: اگر کسٹمر بینک کو ادائیگی کے طور پر رقم ادا کر دے اور آج کل بینک کے معاملات میں اسی طرح ہوتا ہے، لہٰذا اس ادائیگی کی وجہ سے عقد (کفالہ سے) وکالہ کی طرف نہیں لوٹے گا، بلکہ یہ اس رقم کی ادائیگی ہے جو کسٹمر کے ذمہ بینک کے ادا کرنے کے بعد واجب ہونا تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اور بینک کے لیے اس رقم کے ذریعہ سرمایہ کاری کر کے نفع اٹھانا جائز ہے، باقی وہ فیس جو بینک کسٹمر سے وصول کرے گا اس میں سود کا شبہہ نہیں۔

فروخت کنندہ تک پہنچانے کے لیے رقم دینا:

ایل سی میں سامان پہنچنے سے پہلے سامان کی قیمت بینک کو ادا کرنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ کسٹمر بینک کو ادائیگی کے طور پر رقم ادا نہ کرے، بلکہ محض رقم پہنچانے کے سلسلہ میں بطور قاصد استعمال کرے، یعنی جیسے کسی قاصد کو رقم دے کر کہا جائے کہ فلاں شخص تک پہنچادو، اسی طرح یہاں بھی رقم پہنچانے کے سلسلہ میں بینک کی حیثیت صرف قاصد کی ہونی چاہیے، البتہ چونکہ ایل سی کے ضمن میں بینک دیگر خدمات بھی سر انجام دیتا ہے، اس لیے بینک کی حیثیت اس صورت میں بھی وکیل کی ہی ہوگی۔ لیکن اس صورت میں وصول کی گئی رقم بینک کے پاس امانت ہوگی، چنانچہ صاحبِ ہدایہؒ اس صورت کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بخلاف ما إذا كان الدفع على وجه الرسالة لأنه تمحض أمانة في يده"[7]

یعنی بخلاف دوسری صورت کے، جب رقم (صاحبِ حق کو) پہنچانے کے طور پر کفیل کو دی جائے تو یہ قاصد کے ہاتھ میں محض امانت ہوگی۔

لہٰذا اس رقم کو استعمال کرنے کا بینک کو کوئی حق نہیں ہوگا، کیونکہ امانت کا حکم یہ ہے کہ مالک کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں، لیکن اگر بینک اس رقم کے ذریعہ سرمایہ کاری کرکے نفع حاصل کرے تو اس نفع کے بارے میں اختلاف ہے: حضرت امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے فرمان کے مطابق نفع حلال نہیں ہوگا، بلکہ اس کو صدقہ کرنا واجب ہوگا، جبکہ امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق نفع حلال ہے۔ان حضرات کا اصل اختلاف مودَع کے مسئلہ میں ہے کہ جب مودَع (جس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی گئی) ودیعت کو استعمال کرکے نفع حاصل کرے تو اس نفع کا کیا حکم ہوگا؟

حضراتِ طرفین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ اس نے بلا اجازت مال استعمال کرکے نفع حاصل کیا ہے، لہٰذا خبیث مال کا نفع بھی خبیث اور واجب التصدق ہوگا، جبکہ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مودَع بغیر اجازت استعمال کرنے کی وجہ سے ضامن بن گیا اور ضامن پر اصلی چیز کا ضمان واجب ہوتا ہے اور مضمون چیز کا نفع حلال ہوتا ہے، کیونکہ حدیث میں آیا ہے: "الخراج بالضمان" یعنی ضمان کے مطابق آدمی نفع کا مستحق ہوتا ہے۔ لہٰذا حاصل شدہ کا مستحق کفیل ہی ہوگا۔[8]

چنانچہ علامہ سرخسیؒ اپنی کتاب "المبسوط" میں تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فأما إذا قبضه على وجه الرسالة بأن يسلم إليه المسلم إليه طعام السلم ليكون رسوله في تبليغه إلى رب السلم فتصرف فيه وربح فالربح لا يطيب له في قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله ويطيب له في قول أبي يوسف لأنه أمين فيما قبضه على وجه الرسالة كالمودع وقد بينا الخلاف في المودع إذا تصرف في الوديعة وربح في كتاب الوديعة"[9]

لیکن جب کفیل مسلم الیہ سے گندم رب السلم تک پہنچانے کے لیے وصول کرے، تاکہ وہ اس کو رب السلم تک پہنچانے میں اس کا قاصد بن جائے تو اگر وہ اس طعام میں تصرف کرکے نفع حاصل کرے تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نفع اس کے لیے حلال نہیں ہوگا، اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق حاصل شدہ نفع اس کے لیے حلال ہے، کیونکہ قبضہ کی گئی رقم مودَع کی طرح اس کے پاس امانت تھی اور ہم نے یہ اختلاف کتاب الودیعت میں بیان فرمایا ہے کہ جب مودَع ودیعت میں تصرف کرکے نفع حاصل کرے تو کیا حکم ہوگا؟

ایل سی پر اجرت لینے کا جائز متبادل:

غیر سودی بینکوں میں بھی ایل سی کھولنے کے معاملات کیے جاتے ہیں، اس لیے معاصر علمائے کرام نے ایل سی پر اجرت لینے کا جائز متبادل دو صورتوں میں پیش کیا ہے، جن پر الحمد اللہ آج کل اسلامی بینکوں میں عمل ہو رہا ہے، چونکہ ایل سی کی ایک صورت میں بینک اپنی طرف سے بالکل رقم نہیں لگاتا، اس لیے اس صورت کے متبادل پیش کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اس میں عقدِ وکالت ہوتا ہے اور اس پر اجرت لینا جائز ہے، باقی دو صورتیں یعنی فل مارجن ایل سی (Full Margin LC)اور ہاف مارجن ایل سی(Half Margin LC) میں متبادل پیش کیا گیا، دونوں صورتوں کی صورتِ حال کے مطابق متبادل کی تفصیل درج ذیل ہے:

فل مارجن ایل سی(Full Margin LC)کا متبادل:

اس قسم میں سامان کی مکمل قیمت بینک ادا کرتا ہے،اس کا جائز متبادل یہ ہے کہ بینک کسٹمر سے یہ طے کرے کہ آپ نے جو سامان باہر سے منگوانا ہے وہ ہم آپ کو خرید کر دیں گے ،آپ ایکسپورٹر سے خریدنے کی بجائے ہم سے سامان خریدیں، کیونکہ رقم کی ادائیگی ہمارے ذمہ ہے۔اس کے بعد اولاً بینک فروخت کنندہ یعنی ایکسپورٹر سے سامان اپنے لیے خریدے اور اپنی طرف سے رقم بھی ادا کردے، اس کے بعد بینک سامان پر قبضہ کرنے کے بعد متعین نفع رکھ کر ادھار پر خریدار کو فروخت دے، جس کو "مرابحہ مؤجلہ" کہا جاتا ہے، اس طرح بینک کو نفع بھی حاصل ہو جائے گا اور معاملہ بھی جائز ہو گا۔

البتہ یہ بات یاد رہے کہ اس صورت میں چونکہ بینک نے سامان اپنے لیے منگوایا ہے، اس لیے ایل سی کھولنے کی ذمہ داری بھی بینک پر ہو گی اور بینک کے لیے ایل سی کھولنے پر کسی قسم کی فیس یا خدمات پر اجرت وصول کرنا جائز نہیں، یہ خدمات دراصل بینک نے اپنے لیے انجام دی ہیں، کیونکہ سامان کا اصل مالک بینک ہے، باقی بینک کا ایکسپورٹر سے سامان خرید کر کسٹمر کو بیچنے کی چند شرائط ہیں، جن کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے،ان شرائط کو حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، چنانچہ یہ شرائط ملاحظہ فرمائیں:

الأول: أن لا يكون المشتري أنجز البيع مع البائع قبل فتح الاعتماد، لأنه كان أنجز عقد البيع مع البائع، لا يمكن للبنك أن يدخل بينهما بصفة مشتريا- وإنما يمكن ذالك إن لم تكن المفاوضة بين الطالب للشراء وبين البائع تجاوزت حد المساومة أو الوعد-

الثاني:أن لا يتقاضى البنك من المشتري عمولة فتح الاعتماد، لأنه في هذه الحالة بفتح الاعتماد لنفسه، وإن دفع عمولة فتح الاعتماد إلى جهة أخرى، فإنه يدخلها في تكلفة المرابحة-

الثالث: أن تكون البضاعة قبل وصول المستندات وتسلم البضائع في ضمان البنك ، لا في ضمان المشتري-فلوهلكت البضائع في الطريق ، هلكت من مال البنك-

الرابع: أن تتوافر فيه جميع شروط المرابحة المؤجلة على اختلاف الفقهاء فيه،وقد فصلنا الكلام في ذلك في مبحث المرابحة للامر بالشراء-[۱۰]

پہلی شرط یہ کہ خریدار ایل سی کھولنے سے پہلے فروخت کنندہ سے خریداری کا عقد نہ کیا ہو، کیونکہ اگر وہ خریداری کا عقد کر چکا ہو تو اس صورت میں بینک کے لیے خریدار کی حیثیت سے ان کے درمیان داخل ہونا جائز نہیں، لہٰذا بینک کا خریدار بننا اسی وقت ممکن ہے جب خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان خرید وفروخت کا معاملہ حتمی نتیجے تک نہ پہنچا ہو یا صرف ابھی وعدے کی

حدتک معاملہ کیا ہو۔

دوسری شرط یہ کہ ایل سی کھولنے پر بینک خریدار سے کسی قسم کی فیس کا مطالبہ نہ کرے، کیونکہ اس صورت میں بینک نے اپنے لیے ایل سی کھولی ہے، اگر بینک کے کوئی اخراجات ایل سی کھولنے پر ہوئے ہوں تو وہ مرابحہ کے اخراجات میں شامل کرکے وصول کیے جاسکتے ہیں۔

تیسری شرط یہ کہ کاغذات (Documents) اور سامان کی وصولی ہونے تک مطلوبہ سامان بینک کے ضمان میں شمار ہوگا، نہ کہ خریدار کے ضمان میں۔ لہٰذا اگر راستے میں سامان ضائع ہو گیا تو بینک کا سامان ضائع ہونا سمجھا جائے گا۔ (لہٰذا اس صورت میں بینک خریدار سے کسی قسم کی رقم وصول نہیں کرسکتا)

چوتھی شرط یہ کہ مرابحہ مؤجلہ کی تمام شرائط پائی جائیں اور ان میں فقہائے کرام رحمہم اللہ کے اختلاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے معاملہ کیا جائے، جس کی تفصیل ہم مرابحہ کی بحث میں بیان کرچکے ہیں۔

اسلامی بینکوں کے لیے ایل سی کے متبادل میں مذکورہ بالا شرائط کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہے، اگر ان میں کسی ایک شرط کا بھی لحاظ نہ رکھا گیا تو معاملہ ناجائز ہو جائے گا اور حاصل شدہ نفع بھی حلال نہ ہوگا، باقی چوتھی شرط میں مرابحہ کی جن شرائط کا حوالہ دیا گیا تو ایل سی کی صورتِ حال کے مطابق ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان خرید وفروخت کا معاملہ حتمی نتیجے تو نہیں پہنچ چکا؟ ایسی صورت میں بینک کے لیے مرابحہ کا عقد کرنا جائز نہ ہوگا۔

جب تک سامان وصول نہ ہو جائے اس وقت تک مرابحہ کا معاملہ نہ کیا جائے، کیونکہ پورٹ پر پہنچنے سے پہلے سامان کے ضائع ہونے کا امکان ہوتا ہے، جس کی بناء پر سامان کی تسلیم پر قدرت یقینی نہیں ہوتی۔ البتہ ایل سی کھولتے وقت بینک کسٹمر سے وعدہ لے سکتا ہے کہ سامان پہنچنے پر وہ خریدنے کا پابند ہوگا۔

مرابحہ میں سامان کی قیمت اور ادائیگی کا وقت طے کرنا ضروری ہے، اگر قسطوں پر خرید وفروخت کی گئی تو ان کا تعین بھی ضروری ہے۔

اگر خریدار وقتِ مقرر پر کوئی قسط ادا نہ کرسکے تو جرمانہ کے طور پر کسی قسم کی اضافی رقم نہ وصول کی جائے، البتہ خریدار کو وقتِ مقرر پر ادائیگی کا پابند بنانے کے لیے معاہدہ میں نذر کی شِق داخل کی جاسکتی ہے، (نذر کی شِق کا مطلب یہ ہے کہ اگر خریدار نے بغیر کسی عذر کے وقتِ مقرر پر قسط ادا نہ کی تو وہ اتنی رقم مثلاً: پانچ سو روپیہ اللہ کے راستے میں صدقہ کرنے کا پابند ہوگا اور یہ رقم بینک وصول کرکے صدقہ کرے گا، اس مقصد کے لیے بینک میں ایک خیراتی فنڈ (Cherty Fund) قائم ہوتا ہے، جس میں اس طرح کی رقوم جمع ہوتی ہیں اور بینک ان رقوم کو فلاحی اور رفاہی کاموں میں خرچ کرنے کا پابند ہوتا ہے)

ہاف مارجن ایل سی (Half Margin LC) کا جائز متبادل:

ہارف مارجن ایل سی میں چونکہ بینک اور کسٹمر دونوں کی رقم لگی ہوتی ہے، اس لیے اس کی متبادل جائز صورتیں دو ہیں:

پہلی صورت یہ کہ بینک کسٹمر کے ساتھ مشارکہ کا معاملہ کرلے، یعنی کسٹمر سے یہ معاہدہ کرے کہ آپ کے مطلوبہ سامان میں بینک اپنی لگائی گئی رقم کے مطابق شریک ہوگا اور وہ سامان خریداری کے بعد فریقین میں مشترک ہوگا، پھر بینک اپنا حصہ کسٹمر کو

قسطوں پر نفع کے ساتھ فروخت کر دے، اس کو فقہی اصطلاح میں "بیع المشاع" کہا جاتا ہے۔اس طرح کسٹمر کو بھی مطلوبہ سامان حاصل ہو جائے گا اور بینک کو اپنی رقم لگانے پر نفع مل جائے گا، نیز اس کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بینک کسٹمر کو سامان بیچنے کی بجائے اس کے ساتھ سامان میں شریک ہی رہے اور کسٹمر سے یہ طے کر لے کہ جب وہ سامان آگے نفع پر فروخت کرے گا تو حاصل ہونے والے نفع کا بینک بھی مستحق ہو گا، البتہ اس میں یہ دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

فریقین کے درمیان نفع کی شرح فیصد کے حساب سے طے ہو، البتہ کسٹمر نے چونکہ سامان بیچنے کا کام بھی سرانجام دینا ہے، جبکہ بینک کے عملہ نے کوئی کام نہیں کرنا ہوتا، اس لیے باہمی رضامندی سے اس کے نفع کی شرح زیادہ بھی رکھی جا سکتی ہے۔

دوسری یہ کہ یہ سامان چونکہ بینک اور کسٹمر کا مشترکہ ہو گا، اس لیے ایل سی کھولنے پر ہونے والے، سامان کی وصولی، اس کو بازار میں لے جانے وغیرہ کے تمام اخراجات میں بھی دونوں فریق اپنے راس المال (سرمایہ) کے حساب سے شریک ہوں گے۔(۱۱)

دوسری صورت یہ کہ بینک کسٹمر کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کرے، جس کی صورت یہ ہو گی کہ بینک کسٹمر سے یہ طے کرے کہ جتنی رقم بینک اپنی طرف سے لگائے گا وہ رقم راس المال ہو گی، اس رقم کے ساتھ کسٹمر اپنی رقم بھی شامل کر سکتا ہے، پھر کسٹمر اس رقم کے ذریعہ سامان خرید کر بازار میں فروخت کرے گا، جو بھی نفع حاصل ہو گا وہ فریقین کے درمیان باہمی رضامندی سے تقسیم ہو گا۔

ایل سی کے ذریعہ خرید وفروخت کا حکم:

یہ بات پیچھے گزر چکی ہے کہ ایل سی کھلوانے پر حقیقی اخراجات کے سوا کسی قسم کی فیس لینا جائز نہیں، لیکن اگر بینک حقیقی اخراجات کے مطابق ہی اجرت وصول کرتا ہے تو کیا ایسی صورت میں خرید وفروخت جائز ہو گی یا ناجائز؟ کیونکہ اس میں فروختگی کے لیے ایل سی کھلوانے کی شرط لگائی جا رہی ہے، جس میں فروخت کنندہ کا فائدہ ہے، جبکہ خرید وفروخت میں ایسی شرط لگانا جس میں کسی ایک فریق کا فائدہ ہو، جائز نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایل سی کھلوانے کا مقصد فروخت کنندہ کو صرف یقین دہانی کروانا مقصود ہوتا ہے کہ خریدار اس کو لازماً سامان کی قیمت وقتِ مقرر پر ادا کرے گا، لہٰذا ایل سی کی حیثیت صرف ایک کفیل کی ہے، جیسے فروخت کنندہ اگر یہ کہے کہ میں یہ چیز اس وقت فروخت کروں گا جب آپ مجھے ثمن کی ادائیگی کا کفیل دیں گے تو یہ جائز ہے، اس کو فقہی اصطلاح میں "الکفالۃ بالدرک" کہتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ فروخت کنندہ کے مطالبے پر کوئی شخص خریدار سے کہے کہ آپ فلاں شخص سے یہ چیز خرید لیں، اگر اس خریدی گئی چیز کا کوئی اور مستحق نکل آیا تو میں ضامن ہوں گا کہ آپ کو وہ چیز یا ادا کی گئی رقم ضرور واپس کرواؤں گا تو اس کے جائز ہونے پر فقہائے کرام رحمہم اللہ کا اجماع ہے، جیسا کہ بابِ اول میں تفصیل گزر چکی ہے، کیونکہ یہ شرط مقتضائے عقد کے خلاف نہیں، لہٰذا فروخت کنندہ چونکہ ثمن وصول کرنے کے لیے یہ شرط لگا رہا ہے اور ثمن کی وصولی اس کا حق ہے، اس لیے یہ شرط خلافِ شرع نہیں۔ خرید وفروخت میں ایسی شرط لگانا منع ہے جو کسی فریق کے لیے نفع بخش ہونے کے ساتھ ساتھ مقتضائے عقد کے بھی خلاف ہو، جبکہ یہ شرط ایسی نہیں۔

ایل سی کی مزید اقسام:

ایل سی کے معاملات چونکہ انٹر نیشنل سطح پر لاکھوں اور کروڑوں کے عقود (Transections) میں پائے جاتے ہیں، اس لیے آج کل ایل سی کی بہت سی اقسام وجود میں آچکی ہیں، جن میں سے اکثر پر مالیاتی اداروں میں رائج بھی ہیں، ان کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:

الاعتماد القابل للنقض:(Revocable L.C)

"الاعتماد القابل للنقض" کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایل سی جس کو ختم کیا جا سکتا ہو، اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایل سی کھلوانے والا شخص کہتا ہے کہ میں آپ کے بینک میں اس شرط کے ساتھ ایل سی کھلواؤں گا کہ جب میں چاہوں، مجھے ایل سی کا معاملہ ختم کرنے یا واپس لینے کا اختیار ہوگا، یہ قابلِ نقض ایل سی ہے۔اس کے برعکس دوسری قسم کی ایل سی ناقابلِ نقض ہوتی ہے، اس میں ایل کھلوانے والے کو اپنی مرضی سے ایل سی کا معاملہ ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔اس کو انگلش میں (IR-Revocable L.C) کہتے ہیں۔

الاعتماد القابل للتحویل:(Transferable L.C)

"الاعتماد القابل للتحویل" کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایل سی جو کسی دوسرے شخص کے نام بھی منتقل (Transfer) ہو سکتی ہو، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بائع یعنی فروخت کنندہ، خریدار سے کہتا ہے کہ آپ اس بات کی ذمہ داری لیں کہ آپ کی طرف سے بینک کے ذریعہ بھیجی جانے والی رقم میں خود وصول کروں یا جس کو میں کہوں، وہ وصول کرے، پھر خریدار بینک سے "الاعتماد القابل للتحویل" یعنی (Transferable L.C) ایل سی کھلواتا ہے، جس میں بائع کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ خود رقم وصول کرے یا کسی کو وصولی کا وکیل بنادے۔اس کے برعکس دوسری قسم کی ایل سی ناقابلِ للتحویل (None Transferable L.C) ہو، یعنی اس میں صرف فروخت کنندہ کو ہی رقم کی وصولی کا اختیار ہو، کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ رقم وصول نہ کر سکتا ہے۔[۱۲]

الاعتماد الظہیر:(Back To Back L.C)

"الظہیر" کا عربی میں معنی "مددگار اور پشت پناہ" کے ہیں، "الاعتماد الظہیر" کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے بینک کے اعتماد کی بنیاد پر کھولی گئی ایل سی۔اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بعض دفعہ بینک کو خریدار یعنی ایل سی کھلوانے والے شخص پر اعتماد نہیں ہوتا، اس لیے بینک خریدار سے کہتا ہے کہ آپ کسی بینک کی ضمانت لاؤ، پھر ہم آپ کے لیے ایل سی کھولیں گے، خریدار اپنے جاننے والے بینک سے رابطہ کرتا ہے، وہ بینک، پہلے والے بینک (جس میں فروخت کنندہ کے لیے ایل سی کھولنی تھی) کے نام ایل سی کھولتا ہے اور رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری قبول کرتا ہے، اس ایل سی کی بنیاد پر پہلے والا بینک فروخت کنندہ کے نام ایل سی کھولتا ہے، اس کو عربی میں "الاعتماد الظہیر" اور انگلش میں(Back To Back L.C) کہا جاتا ہے۔(۱۳)

الاعتماد الدائری:(Revolving L.C)

"الدائر" کا معنی ہے احاطہ کی ہوئی۔اس ایل سی کا مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان خرید وفروخت کے معاملات پے در پے اور مستقل طور پر ہو رہے ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے خریدار کو بار بار ایل سی کھلوانے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لیے خریدار بینک سے کہتا ہے کہ آپ چھ ماہ کی مدت تک کے لیے دس ملین روپے کی ایل سی کھول

دیں، اس کے بعد چھ ماہ کے اندر دس ملین کی حد تک جتنے معاملات ہوں گے ان کے لیے یہی ایل سی کافی ہو گی، ہر دفعہ ایل سی کھلوانے کی ضرورت نہیں ہو گی۔اس کو عربی میں "الاعتماد الدائری" اور انگلش میں (Revolving L.C) کہتے ہیں۔[۱۴]

اعتماد الدفعۃ المقدمۃ:(Advance Payment L.C)

یہ وہ ایل سی ہے، جس میں فروخت کنندہ کو کچھ رقم کی پہلے ادائیگی کر دی جاتی ہے، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ فروخت کنندہ، خریدار سے کہتا ہے کہ آپ کی طرف سامان کے کاغذات ارسال کرنے سے پہلے آپ مجھے کچھ رقم کی ادائیگی کریں تو بینک خریدار کا اعتماد حاصل کر کے کچھ رقم پہلے ٹرانسفر کر دیتا ہے، اس کو "الاعتماد الدفعۃ المقدمۃ" کہتے ہیں۔[۱۵]

اعتماد دفع فوریّ:(At. Sight L.C)

اس ایل سی کا مطلب یہ ہے کہ جیسے ہی کاغذات پہنچیں گے تو فوراًادائیگی کر دی جائے گی، خواہ سامان پورٹ پر پہنچا ہو یا نہ۔اس کو "اعتمادُ دفع فوری" کہا جاتا ہے۔

اعتماد دفع اجل:(Fixed Term L.C)

اس ایل سی کا مطلب یہ ہے کہ کاغذات پہنچنے پر فوری ادائیگی نہیں ہو گی، بلکہ کچھ مدت مقرر ہو گی، اس مدت کے اندر ادائیگی کی جائے گی، اس کو "اعتماد دفع اجل" کہا جاتا ہے۔

اعتمادِ قبول:

"اعتماد قبول" کا مطلب یہ ہے کہ خریدار، بینک سے یہ طے کرتا ہے کہ اگر فروخت کنندہ "کمبیالہ" یعنی بل آف ایکسچینج (Bill of Exchange) لایا تو بھی بینک اس بِل کو قبول کر کے ادائیگی کرنے کا پابند ہو گا۔[۱۶]

الاعتماد الجماعی اواعتماد المشارکۃ:(Syndicated L.C)

"الاعتماد الجماعی" کا معنی ہے مشترکہ طور پر کھولی گئی ایل سی۔اس کی صورت ہوتی ہے کہ بعض مرتبہ کوئی بڑا سودا (Transection) ہوتا ہے، جس کی رقم کروڑوں میں ہوتی ہے تو ایسی صورتِ حال میں بینک اکیلا رِسک (Risk) نہیں لیتا یا بعض اوقات بینک کے پاس اتنی رقم نہیں ہوتی۔اس لیے یہ بینک دوسرے بینکوں کو ایل سی کھولنے میں شرکت کی پیشکش (Offer) کرتا ہے، دوسرے بینک اس کے ساتھ ایل سی کھولنے میں شریک ہو جاتے ہیں، اس میں بینک کو رقم بھی کم اور رِسک بھی کم لینا پڑتا ہے، البتہ اس میں حاصل شدہ نفع میں تمام بینک شریک ہوتے ہیں۔اس کو عربی میں "الاعتماد الجماعی" اور انگلش میں (Syndicated L.C) کہا جاتا ہے۔[۱۷]

الاعتماد المعدّ للاستخدام:(Standby L.C)

یہ ایل سی " خطاب الضمان "(Letter of Guarantee) کے مشابہہ ہے، کیونکہ اس میں صرف ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں مطلوبہ رقم کا ضمان ہوتا ہے، کاغذات وغیرہ کی ذمہ داری نہیں ہوتی، یہ ایل سی عموماً ٹھیکہ داری وغیرہ کے لیے استعمال ہوتی ہے۔[۱۸]

الاعتماد المحلی:(Local L.C)

یہ ایل سی اندرون ملک تجارت کے لیے کھولی جاتی ہے، باقی اس کا طریقۂ کار بھی عام ایل سی کی طرح ہوتا ہے، اس

کو "الاعتماد المحلی" کہا جاتا ہے۔اس کے برعکس دوسری قسم کی ایل سی جو بیرون ملک تجارت کے لیے کھولی جاتی ہے۔اس کو عربی میں "الاعتماد الخارجی" اور انگلش میں (Foreign L.C) کہا جاتا ہے۔[۱۹]

ان کے علاوہ ایل سی کی اور بھی بعض اقسام ہیں، جو وسیع پیمانے پر ہونے والی انٹر نیشنل تجارت میں پیش آتی ہیں، لیکن طوالت کے پیشِ نظر صرف مذکورہ بالا اقسام پر ہی اکتفاء کیا گیا ہے۔

خلاصۂ بحث:

گزشتہ ذکر کی گئی بحث کا خلاصہ درج ذیل نکات میں کی صورت میں نکلتا ہے:

ایل سی درحقیقت عقدِ ضمانت کا ہی نام ہے، جس کو عربی میں کفالہ اور انگلش میں (Letter of Credit) کہا جاتا ہے، فرق صرف یہ ہے کہ کفالہ کا معاملہ جب انفرادی سطح پر ہو تو اس کو کفالہ کہتے ہیں اور جب یہ بینک کے واسطہ سے دو یا زیادہ ممالک میں رہنے والے تاجروں کے درمیان ہو تو بینک کی زبان میں ایل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ایل سی چونکہ شرعی نقطۂ نظر سے کفالہ ہے، اس لیے صرف ایل سی کھولنے کی بنیاد پر کسی قسم کی اجرت اور فیس وصول کرنا جائز نہیں، کیونکہ جب شرعاً کسی کو قرض دے کر اس پر نفع لینے کی اجازت نہیں ہے تو قرض کی ضمانت دے کر نفع حاصل کرنے کی اجازت بدرجہ اولیٰ نہیں ہوگی۔

ایل سی کھولنے کی صورت میں بینک کی طرف سے جو بالفعل اخراجات اور خدمات فراہم کی جاتی ہیں ان کی اجرت (Service Charges) وصول کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ اجرت مارکیٹ کے مطابق ہو، لہٰذا اجرت کا بہانہ بنا کر ایل سی کھولن ۲۰ے کی فیس لینا جائز نہیں ہوگا۔

اگر ہارف مارجن ایل سی (Half Moreign L.C) ہو تو مشارکہ کی بنیاد پر اور اگر فل مارجن ایل سی (Full Moreign L.C) ہو تو وکالہ کی بنیاد پر سامان خرید کر اس کو متعین نفع پر گاہک (Customer) کو فروخت کر سکتا ہے اور ادھار فروختگی کی صورت میں زیادہ نفع بھی وصول کر سکتا ہے۔

ایل سی کی آج کل بہت سی اقسام وجود میں آچکی ہیں اور ہر قسم کی ایل سی کا طریقہ کار دوسری اقسام سے مختلف ہوتا ہے اور شرعی نقطۂ نظر سے یہ سب اقسام جائز ہیں، بشرطیکہ کسی بھی قسم میں ایل سی کھولنے کی اجرت وصول نہ کی جائے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

---

(۱) الفقہ الإسلامی وادلتہ (٦/ ٣٥) الزحیلی، وہبۃ بن مصطفیٰ، دار الفکر، دمشق، السوریّۃ۔

1.Al-Fiqhul-islami,wa,Adilla-tu-ho,V6,P35,Al-Zuhaili,Wahba bin-mustafa,Darul Fikr,Al-Sooria.

[۲] ایضا

Ibid:

(۳) ہیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات العالمیۃ الاسلامیۃ، المعروف بالمعاییر الشرعیۃ: (ص:۲۰۰)، باب الاعتمادات المستندیۃ۔

1. Haia-tul-Muhasiba, wal-murajaa, lil-moas-satel alimia Al-Islamia, Al-Maroof, Bil-Ma-er-ul-sharia, p: 200, Babul aitemadatul mustanadiah.

(۴) فقہ البیوع: (ج:۲، ص:۱۱۰۸)، شیخ تقی العثمانی، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، سنۃ النشر: ۲۰۱۴ھ

1.Fiqhul-Byoo.vol:2,p:1108,Taqi-al-usmani,Maktaba maarif ul quraan ,Karachi.2014

(۵) الہدایۃ شرح البدایۃ (۳/ ۹۳)، کتاب الکفالۃ، المرغینانی، ابو الحسن علی بن ابی بکر، مکتبہ امدادیہ، ملتان، سنِ طباعت: ۲۰۱۲ء

1.Al-Hidayah sharhul-Bidayah,3/93,kitabul-kafala,al-marghenani,abul Hasan ali bin abi bakkar,maktabah imdadiah,multan,2012

([۶]) فقہ البیوع: (ج:۲، ص:۱۱۰۸)، شیخ تقی العثمانی، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ۲۰۱۴ھ

Fiqhul-Bayaooh.v:2,p:11,Taqi-al-usmani,Maktaba maarif ul quraan ,Karachi.2014

(۷) الہدایۃ مع فتح القدیر (۱۶/ ۲۱۱)، کتاب الکفالۃ، المرغینانی، ابو الحسن علی بن ابی بکر، مکتبہ امدادیہ، ملتان، سنِ طباعت: ۲۰۱۲ء

.Al-Hidayah sharhul-Bidayah,v,16,P211,kitabul-kafala,al-marghenani,abul Hasan ali bin abi bakkar,maktabah imdadiah,multan,2012

(۸) سنن ابی داود (۵/ ۳۶۸، رقم الحدیث: ۳۵۰۸) السجستانی، سلیمان بن الاشعث بن إسحاق، دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت، سنِ طباعت: ۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹م

1.Sunane Abi Dawood,v5,P,368,Hadith,3508,Al-Sajistani,Suleman bin Al-ash-as bin ishaq,Darul Risala tul alemia,Bairot,2009

حدثنا احمد ابن یونس، حدثنا ابن ابی ذئب، عن مخلد بن خفاف، عن عروۃ عن عائشۃ قالت: قال رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم -: "الخراج بالضمان"

(۹) المبسوط (۱۲/ ۳۰۷) السرخسی، شمس الدین ابو بکر محمد بن ابی سہل، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، سنِ طباعت: ۱۴۲۱ھ

2.Al-mabsoot,v12,P,307,Al-Sarakhsi,shamsuddin,abu bakkar,Muhammad bin abi sahl,Darul Fikr,litabaa wan nashr wat tauzee,Bairoot,1421h

([۱۰]) فقہ البیوع (ج:۲ ص:۱۱۲۳) العثمانی، محمد تقی العثمانی، مکتبہ معارف القران، کراچی، سن طباعت: ۲۰۱۵ء

Fiqhul-Byoo.v:2,p:11,Taqi-al-usmani,Maktaba maarif ul quraan ,Karachi.2014

(۱۱) فقہ البیوع لشیخ الاسلام محمد تقی العثمانی (ص: ۱۱۲۲، ج: ۲)، الناشر: معارف القران، کراچی، ۲۰۱۴ھ

وبدیلہ الشرع الأمثل إن یعقد البنک مع العمیل عقد المضاربۃ او الشرکۃ فی استیراد البضائع۔ وإن المستوردین إنما یستوردین البضائع عادۃ عندما تکون عندہم طلبات من المشترین لتلک البضائع۔ فلو کان المقصود فتح الاعتماد بغطاء جزئی، فیمکن للبنک إن یدخل مع العمیل فی شرکۃ، فالغطاء الجزئی حصۃ العمیل فی راس المال والباقی حصۃ البنک، ویجب إن یتفقا علی نسبۃ تقسیمہا للربح بعد وصول البضائع وبیعہا فی السوق وفی ہذہ الحالۃ تکون عمولۃ فتح الاعتماد من جملۃ تکلفۃ الشرکۃ۔

Fiqhul-Byoo.V:2,P:11,Taqi-al-usmani,Maktaba maarif ul quraan ,Karachi.2014

(۱۲) ہیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات العالمیۃ الاسلامیۃ، المعروف بالمعاییر الشرعیۃ: (۱۹۹)، باب الاعتمادات المستندیۃ۔

الاعتماد القابل للتحویل: ویتضمن حقا للمستفید بأن یطلب من البنک المفوض بتنفیذ الاعتماد إن یجعل الاعتماد متاحا کلیا او جزئیا لمستفید اخر او اکثر۔

Haia-tul-Muhasiba, wal-murajaa, lil-moas-satel alimia Al-Islamia, Al-Maroof, Bil-Ma-er-ul-sharia, P: 200, Babul aitemadatul mustanadiah.

(۱۳) ہیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات العالمیۃ الاسلامیۃ، المعروف بالمعاییر الشرعیۃ: (۱۹۹)، باب الاعتمادات المستندیۃ۔

الاعتماد الظہیر: ویعنی إن الاعتماد صادر بضمان اعتماد اخر۔

Haia-tul-Muhasiba, wal-murajaa, lil-moas-satel alimia Al-Islamia, Al-Maroof, Bil-Ma-er-ul-sharia, P: 200, Babul aitemadatul mustanadiah.

(۱۴) ہیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات العالمیۃ الاسلامیۃ، المعروف بالمعاییر الشرعیۃ: (ص: ۱۹۹)، باب الاعتمادات المستندیۃ۔

الاعتماد الدائری او المتجدد: ویعنی إن یتمکن المستفید من تکرار تقدیم مستندات لعملیۃ جدیدۃ فی حدود قیمۃ الاعتماد، وخلال مدۃ صلاحیۃ، بعدد دورات الاعتماد۔

Haia-tul-Muhasiba, wal-murajaa, lil-moas-satel alimia Al-Islamia, Al-Maroof, Bil-Ma-er-ul-sharia, P: 199, Babul aitemadatul mustanadiah.

(۱۵) ہیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات العالمیۃ الاسلامیۃ، المعروف بالمعاییر الشرعیۃ: (ص: ۱۹۹)، باب الاعتمادات المستندیۃ۔

الاعتماد ذو الشرط الاحمر او اعتماد الدفعۃ المقدمۃ: وفیہ یسمح للبنک بدفع نسبۃ معینۃ من قیمۃ الاعتماد قبل تقدیم المستندات، مقابل تعہد المستفید بردہا إذا لم تشحن البضاعۃ او إذا لم یستعمل الاعتماد خلال فترۃ صلاحیۃ، قد یتم دفعہا مقابل خطاب الضمان من المستفید۔

Haia-tul-Muhasiba, wal-murajaa, lil-moas-satel alimia Al-Islamia, Al-Maroof, Bil-Ma-er-ul-sharia, P: 199, Babul aitemadatul mustanadiah.

(۱۶) ہیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات العالمیۃ الاسلامیۃ، المعروف بالمعاییر الشرعیۃ: (ص: ۱۹۹)،، باب الاعتمادات المستندیۃ۔

التقسیمات الاخری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اعتماد اطلاع او دفع فور، واعتماد دفع اجل، واعتماد قبول، واعتماد متاح للتداول۔

Haia-tul-Muhasiba, wal-murajaa, lil-moas-satel alimia Al-Islamia, Al-Maroof, Bil-Ma-er-ul-

sharia, P: 199, Babul aitemadatul mustanadiah.

(۱۷) ہیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات العالمیۃ الاسلامیۃ، المعروف بالمعاییر الشرعیۃ: (ص: ۱۹۹)، باب الاعتمادات المستندیۃ۔

الاعتماد الجماعی "اعتماد المشارکۃ" ویعبر عن حالۃ المشارکۃ فی اصدار بین اکثر من بنک لضخامۃ مبلغ الاعتماد، ویقدم کل بنک خطاب ضمان بقیمۃ مشارکتہ للبنک القائد۔

Haia-tul-Muhasiba, wal-murajaa, lil-moas-satel alimia Al-Islamia, Al-Maroof, Bil-Ma-er-ul-sharia, P: 199, Babul aitemadatul mustanadiah.

(۱۸) ہیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات العالمیۃ الاسلامیۃ، المعروف بالمعاییر الشرعیۃ: (ص: ۱۹۹)، باب الاعتمادات المستندیۃ۔

الاعتماد المعد للاستخدام "اعتماد الضمان" وھو اشبہ بخطاب الضمان المشروط دفع قیمتہ باخلال المستفید (وھو ھنا المقاول) بالتزامہ۔

(۱۹) ہیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للمؤسسات العالمیۃ الاسلامیۃ، المعروف بالمعاییر الشرعیۃ: (ص: ۱۹۹)،، باب الاعتمادات المستندیۃ۔

التقسیمات الاخری۔۔۔۔۔۔۔ اعتماد استیراد، واعتماد تصدیر، بالنظر للبنک المصدر للاعتماد، واعتماد محلّی، واعتماد خارجی، اعتماد معزز، واعتماد غیر معزز۔

Haia-tul-Muhasiba, wal-murajaa, lil-moas-satel alimia Al-Islamia, Al-Maroof, Bil-Ma-er-ul-sharia, P: 199, Babul aitemadatul mustanadiah.